تنزیل و تاویل

تفسیر سُورۃ النّاس

از جناب مولنا عبدالقدیر صدیقی

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے پروردگار کی۔ رب کے پالنے کی

الناس اصل میں الاناس تھا۔ الف تخفیفاً گرا دیا گیا۔ لام نون ہوکر نون میں مدغم ہوا۔ النّاس ہوا۔ بغیر لام کے ناس اور لام کے ساتھ الاناس درست نہیں۔ ماخوذ ہے اَنِسَ (نظر آیا) اَنَسَ (دیکھا ہے)، اور بعض کے نزدیک اَنِسَ (مانوس ہوا) سے۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اکیلا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کی فطرۃ میں داخل ہے کہ اپنے بنی نوع سے مل جل کر رہے ایک دوسرے کی اعانت کرے اور تعاون حاصل کرے۔ مگر جن وانس کا مقابلہ پہلے معنی کی تائید کرتا ہے۔ جن کے مادّے میں چھپنا، استتار مرکوز ہے۔ جَنَّۃ گھنا باغ۔ جنہ مجنّۃ۔ مِجَنّ سپر۔ ڈھال۔ جنین پیٹ کا بچہ۔ جِنٌّ جانٌّ۔ جِنّی واحد، وہ مخلوق جس میں جزو ناری غالب ہے، بنسبت معمولی انسان کے لطیف ہے مختلف صورتیں لے سکتا ہے۔ ان میں کافر بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ ان میں سے بعض نے سلطان الانبیا صلعم کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ مگر فنا اور ولایت انسان کا خاصہ ہے۔ جن و ملک کوئی اس کا سہیم و شریک نہیں یہی وجہ تو ہے کہ وہ تاج خلافت کا استحقاق رکھتا ہے۔

یہاں ایک عالمگیر مغالطہ لوگوں کے دل میں جاگزیں ہوگیا ہے۔ وہ یہ کہ جو چیز ہم کو معلوم نہیں مشاہد نہیں، وہ موجود ہی نہیں۔ ہر کام کے چند لوگ ماہر ہوتے ہیں۔ جن کو تجربہ نہیں تحقیق نہیں اُن کو چاہیے کہ ماہرین فن اہل تجربہ پر محول کر دیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی ہم کو تحقیق نہیں

یہ ہمارے پاس ثابت نہیں۔ یہ کہ ہمارے پاس ثابت نہیں اس لیے موجود ہی نہیں اور اپنے جہل کے مطابق لگیں ناقابل قبول تاویل کرنے۔ اس دور میں چند ایسے لوگ بھی نکلے ہیں جو روحانیات کے قائل ہیں، مگر ہیں ابھی ابنت ہیں۔ ایسے حال میں جن سے انکار سوائے جہل کے اور کیا ہے۔ ہزار ہا چیزیں ایسی ہیں جن کا ابھی تک اکتشاف نہیں ہوا۔ ہزار ہا چیزیں ایسی ہیں جن کا اکتشاف اب ہوا ہے۔ اگر ہمارے سلف اپنی معلومات پر قناعت کرتے، یا جس کی تحقیق نہیں اس سے انکار کرکے بیٹھ رہتے، تو علوم کا اتنا ارتقا کیسے ہوتا، علمی ترقی کا راستہ ہی مسدود ہوتا، اور کوئی نئی بات نکلنے ہی نہ پاتی۔

یہ بات بھی یاد رکھو کہ اگر کسی نے جن کے معنی بعض وجوہ سے جراثیم کے لیے تو اس پر سخت حملے کرنا بھی بے جا ہے۔ شیطان کے معنی معلوم ہیں۔ مگر کَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ میں شیطان سے مراد سانپ اور رؤس الشیاطین سے مراد ناگ پھنی (چھپل سینڈ) لیے گئے ہیں۔ الحق افراط و تفریط بڑی بُری بلا ہے۔

مَلِكِ النَّاسِ۔ صرف کھلانے پلانے والا ہی نہیں، وہ لوگوں کا بادشاہ بھی ہے۔ حاکم علی الاطلاق ہے۔

اِلٰهِ النَّاسِ۔ تمام لوگوں کا معبود سب کا خدا۔

سب سے پہلے جسم کا تسویہ ہوتا ہے۔ عناصر و ارکان میں اعتدال خاص پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ شانِ ربوبیت کا تقاضا ہے۔ اس کے بعد نفس ناطقہ یا روح انسانی کو جسم پر حاکم بنایا جاتا ہے جو ملک الناس اور بادشاہ علی الاطلاق کی شان ہے۔ پھر انسان کو تمام علائق مادی سے اعراض اور معبود حقیقی کی طرف توجہ کرنا پڑتا ہے جو الٰہ الناس ہے۔ اس توجہ الی اللہ میں ہزاروں موانع پیش آتے ہیں۔ داخلی بھی خارجی بھی ظاہری بھی باطنی بھی۔ ان میں سے خطرات و وساوس، تخیلات و احادیث نفس کو بڑی اہمیت ہے، جن سے استعاذہ ضروری ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔

شر کی تحقیق سورہ فلق میں ہوگی۔ اس کے مادے میں پھیلنا اور بُرائی پائی جاتی ہے۔ شرارہ

آگ کی چنگاری جو اڑتی اور منتشر ہوتی ہے۔

الوسواس۔ وسوسے ڈالنے والا، خطرات پیدا کرنے والا۔ وسوسے کے لفظ سے ایک اضطرابی ترددی حرکت محسوس ہوتی ہے۔

الخنَّاس، پیچھے ہٹنے والا خنس کے معنی ہیں پیچھے ہٹنے، دبنے کے۔ خنساء، سریا گائے جس کی ناک ذرا چپٹی ہوتی ہے۔

اکثر وسوسے اچھا کھانے، اچھا پہننے اور جماع کے ہوتے ہیں، جو نزولی اور پستی کے ہیں۔ صوفیہ کے نزدیک خطرات چار قسم کے ہوتے ہیں۔ شیطانی، نفسانی، ملکی، رحمانی:۔

خطرۂ شیطانی بداعتقادی، گناہ، بے صبری، بے توکلی، تقدیر الٰہی سے نارضامندی پر برانگیختہ کرتا ہے۔

خطرۂ نفسانی، کھانے، پینے اور جماع کے لیے ہوتا ہے، اس لیے ہزار ہٹائیں، یہ خطرہ نہیں ہٹتا۔ شیطان نفس سے سازش کر لیتا ہے، اور مقاصد نفس ناجائز وسائل سے حاصل کرنے کے لیے اکساتا ہے۔ نفس غریب ایک قسم کا جانور ہے، بہیمہ صفت۔ اس کو جائز ناجائز سے کوئی غرض نہیں جس طرح ہو اس کا مقصد پورا کیا جائے مگر نفس میں ایک قابل تعریف وصف بھی ہے۔ جس چیز کی عادت ڈالی جائے، جیسی تربیت کی جائے پھر اسی کے موافق کام کرے گا۔ چند روز نماز کی عادت کی جائے، پھر دیکھیے، نماز کا وقت آیا اور نفس مستعد ہوا۔ چند روز تہجد کو اٹھیے، پھر وقت آیا اور آنکھ کھلی۔ ٹھنڈے پانی سے نہا کر، وضو کر کے نماز پڑھنے کو نفس تیار۔ نہ چوں ہے نہ چرا۔

خطرۂ ملکی جس طرح شیطان آدمی کو گمراہ کرنے میں کمربستہ ہے اسی طرح فرشتہ نیک مشورہ دینے میں گرم، شیطانی خطرے کی غلطی بتلانے میں کوشاں۔

خطرہ رحمانی، الہام ربانی ہے۔ اس خطرہ سے تقادیر الٰہیہ کے حکم و مصالح ظاہر ہوتے ہیں۔ اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ رضا و تسلیم کی عادت ہوتی ہے۔ ایمان قوی ہوتا ہے۔ خطرۂ رحمانی دل میں ایسا آتا ہے

جیسے مالک مکان اپنے مکان میں اطمینان سے داخل ہوتا ہے۔ شیطانی خطرہ دل میں ایسا آتا ہے جیسے چور کسی دشمن کے محل میں گھسے ایک قدم آگے بڑھاتا ہے، پھر ڈر کر پیچھے ہٹتا ہے یہی معنی ہیں خناس کے، اور اسی کی طرف اشارہ ہے دَعْ مَا حَاكَ فِی صَدْرِكَ یعنی چھوڑ دے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے۔

شیطانی خطرہ سے بچنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ ابو حامد محمد غزالی کی کتابیں تہذیب نفس میں دوسری کتابوں سے امتیاز خاص رکھتی ہیں، جیسے احیاء العلوم، اور اس کا ترجمہ مذاق العارفین، کیمیائے سعادت، اور اس کا ترجمہ اکسیر ہدایت۔ چند مجرب طریقے میں بھی لکھتا ہوں، امید ہے کہ فائدے سے خالی نہ ہوں گے۔

یہ خیال کرنا کہ خطرے سے بھاگا چلا جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر میں خطرہ رہ جائے گا۔ اور تم آگے رہائی پاؤگے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہنا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ پڑھ کر اللہ اللہ کا دل پر ضرب کرنا۔

يَا خَلَّاقُ يَا فَعَّالُ پڑھنا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ پڑھنا

حالت بدل دینا، مثلاً کھڑے ہیں تو بیٹھ جانا، لیٹے ہیں تو اٹھ بیٹھنا، اکثر لکھے پڑھے حضرات کو تخیلات کی بڑی عادت رہتی ہے۔

اپنی ساری عمر کا اجمالی اور آئندہ دو روز کا تفصیلی نظام العمل دل میں تیار کر لینا چاہیے جب تصفیہ مسئلہ کا دوبارہ خیال آجائے تو دل میں کہنا چاہیے کہ پہلے اس کا تصفیہ ہو چکا ہے۔ بے فائدہ پھر یہ خیال کیوں آیا۔

جہاں کوئی خیال آئے کہ مجھے یہ چاہیے، اور میں اس امر کو اس طرح حاصل کرونگا، تو فوراً اس کو دعا میں مبدل کر دے اور کہے خدایا مجھے یہ چاہیے اور میں اس کو اس طرح حاصل کرنا چاہتا ہوں، تو ہمت مجھے عطا کر، اور اس کے حصول میں تو میری رہنمائی کر۔ بس جتنا سوچنا چاہتے ہو، سوچا کرو، تمہارے تخیلات دعائیں مبدل ہو جائیں گے۔ دعا مخ العبادت ہے۔ بھلا شیطان اس کو کیوں روا رکھیگا۔ فوراً خطرات بند ہو جائیں گے۔ شیطان کا مقصد تو یاد الٰہی سے روکنا اور تضیع اوقات اور بربادی عمر ہے جب وہ اپنا مطلب فوت ہوتے دیکھے گا! فوراً پہلا مکر چھوڑ دیگا اور دوسری تدبیر سوچے گا۔

مگر سب طریقوں سے بہتر وہ طریقہ ہے جس کی تعلیم خدا نے دی ہے، اور وہ استعاذہ ہے۔ استعاذہ دعا ہے، اور دعا مخ العبادت ہے۔ بندے ہو تو اپنی کسی قوت پر اعتماد نہ کرو۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللہ اپنے مالک کی پناہ میں آجاؤ، وہ تمہارے لیے بالکل کافی ہے۔ وہی مجیب الدعوات ہے، وہی کافی المہمات ہے۔ اس سے بغاوت، اس سے عدول حکمی کو چھوڑ کر اس کے دامن رحمت میں پناہ لوگے تو تم کو کون ستا سکتا ہے۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللہ۔ تم کو کون گمراہ کر سکتا ہے! وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔

اَلَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ جو لوگوں کے یا غافلوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے، وہ جنوں میں سے بھی ہے اور آدمیوں میں سے بھی۔

النّاس، لوگ۔ ہو سکتا ہے کہ لام استغراق ہو اور الناس کی اصل اناسی ہو، یعنی بھولنے والا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ ہمیشہ پاس انفاس کرتے ہیں، دوام حضور ان کا خاصہ ہے یاد حق میں وہ محو رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک شیطان پھٹک نہیں سکتا، نہ اس کے وسوسے ان پر چل سکتے ہیں۔ خانۂ خالی را دیو میگرد۔

جس کے من میں سائیں بسا ہو دوجا کون سمائے

یاد رکھو کہ آگ میں سے گرمی، برف میں سے سردی پھیلتی ہے۔ عطر میں سے خوشبو پلیدی میں سے بدبو منتشر ہوتی ہے۔ اسی طرح نیکی میں سے نیکی کا اور بدی میں سے بدی کا تموج ہوتا ہے اگر پانی کی سطح پر دو کنکر ڈالے جائیں، ان میں سے ایک بڑا ہو اور دوسرا چھوٹا، تو ان کے گرنے سے جو تموج ہوگا اور دائرے پیدا ہوں گے، بڑے کا دائرہ بڑا اور قوی ہوگا، اور چھوٹے کے دائرہ کو مضمحل کر کے اپنے دائرے میں مستحیل کرے گا۔ اسی طرح بہت نیک آدمی کی صحبت سے معمولی برا نیک ہو جائیگا۔ اور بہت برے کی صحبت سے معمولی اچھا آدمی بھی برا ہو جائے گا۔ الطَّبعُ یَسْرِقُ مِنَ الطَّبع طبیعت طبیعت سے اثر لیتی ہے، خواہ شیطان سے ہو یا شیطان صفت انسان سے شیطان سے بچنا آسان دشوار نہیں جتنا شیطان صفت انسانوں سے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

مثلاً مخرب اخلاق ناٹک، خانہ برباد سینما سے ایک جوان بچہ بچتا ہے، مگر اس کا ہم سن، ہم جماعت جوان آتا ہے، اور اپنے ساتھ اس کو پکڑ لے جاتا ہے، اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے، تماشا دکھاتا ہے، چند روز میں وہ بھی عادی ہو جاتا ہے۔ رنگ میں رنگ مل جاتا ہے۔ ۳، مذہب کیا کسی جاہل نے بنائے ہیں بھلا جاہل مذہب کیا بنائے گا۔ اس کی سُنے گا کون۔ یہ تو علماء سوء کا کام ہے۔ ان ظالموں نے اسلام کو پارہ پارہ کر دیا۔

بعض مشائخ عظام کہتے ہیں، بِئْسَ الفقیر علی باب الامیر۔ دعوت کا سنت ہونا ان کو یاد ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب یاد نہیں بعض علماء و مشائخ دونوں زمروں میں داخل ہیں ان کے کیا کہنے نیم چڑھے کریلے ہیں۔ ظالموں کی تعریف، ان کی خباثتوں کی توجیہ، قرآن حدیث سے تائید، صریح محرمات کی تاویل ان کی ذکاوت و ذہانت پر دلیل روشن ہے۔ جب پیشوایان ملت کا یا ان مذہب کا حال یہ ہو تو جہال، دنیاداروں، زرپرستوں کا کیا حال پوچھتے ہو۔ نہ دین سے غرض نہ اسلام سے مقصد۔ ان کا شکر یہ کہ مردم شماری میں اپنا نام مسلمانوں میں لکھوا دیتے ہیں۔ بعض عہدہ دار مسلمانوں کے متعلق

اس قدر بری رائے رکھتے ہیں کہ مسلم اور غیر مسلم کا مقدمہ ہو تو مسلم ہونا اُن کے پاس ثبوت جرم کے لیے بالکل کافی ہے۔ اگر فیصلہ عدالت ماتحت کا ہو تو اُن کے فرائض میں ہے کہ مسلم کی سزا میں زیادت کردیں، انتہائی سزا لگادیں۔ یہ ہیں مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ میں کے الناس۔ ان رب کے شر سے استعاذہ ضرور ہے، کیوں کہ صرف ان کی صورت دیکھنے سے دل پر تاریکی آتی ہے۔

اللّٰھمّ اِنی اعوذ بك من شر نفسی، ومن شر الشیطان الرجیم، ومن كل دابةٍ انت اٰخذٌ بناصیتها، ان ربی علٰی صراط مستقیم۔